E-ISSN: 2706-8927
P-ISSN: 2706-8919
IJAAS 2019; 1(1): 49-50
Received: 29-05-2019
Accepted: 30-06-2019

Dr. Haidar Ali
At.+P.O. : Lakari, Via : Kishunpur, Distt. : Siwan, Bihar, India

غالبؔ اوران کے معاصرین کی غزلوں میں المیہ جذبات کا اظہار

Dr. Haidar Ali

المیہ شاعری کے اظہار میں ہم سب سے پہلے میر کانام لیتے ہیں ،لیکن غالب ؔکے یہاں بھی شدید المیہ عناصر موجود ہیں کہیں کہیں پر یہ عناصر اتنی شدت کے ساتھ موجود ہیں کہ میرؔ کی المیہ شاعری بھی پھیکی معلوم ہونے لگتی ہے ،غالب نے دوسرے شاعروں کے مقابلے میں غم کے لیے نئے تجربہ کیے تھے، اوران تجربوں کو انہوں نے اپنی شاعری میں بڑی خوبی کے ساتھ پیش کیاہے، کہیں انہوں نے غم کے تجربے براہ راست بیان کیے ہیں زبردست المیاتی انداز میں۔
ذیل میں ہم غالبؔکے مخلف شعروں کے جائزے اورتجزیہ کے ذریعہ غالبؔ کے یہاں غم کی مختلف حیثتوں اورکیفیتوں کو پیش کریں گے۔

رنج کا خوگر ہوانسان تومٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہوگئیں

غالبؔ کی زندگی کے بے شمار غموں کا اظہار اس شعر سے ہوتا ہے۔

میری قسمت میں غم اگر اتنا تھا
دل بھی یارب کئی دیے ہوتے

اس شعر میں غموں کی زیادتی کی شکایت نہیں بلکہ شکایت اس بات کی ہے کہ اگر اتنے زیادہ غم دینے تھے تو مجھے کئی دل دیئے ہوتی کیونکہ ایک دل ان غموں کو برداشت نہیں کرسکتا ۔

بس ہجوم ناامیدی خاک میں مل جائے گی
وہ جو ایک لذت ہماری سعی بے حاصل میں ہے

اے ناامیدی بس کر کہیں ایسانہ ہوکہ میری کوشش میں کوئی لذت ہی نہ رہے کیونکہ میں کوشش اس امید پر کررہاہوں کہ مجھے کامیابی حاصل ہوگی لیکن ایسا نہیں ہے کہ میری تمام کوششوں کے باوجود مجھے ناکامی ہی حاصل ہورہی ہے کہیں ایسا نہ کہ ہجوم ناامیدی میں گھر کر میرا حوصلہ ٹوٹ جائے اورکوشش میں کوئی زور باقی نہ رہے۔

جاتاہوں داغ حسرت ہستی لیے ہوئے
ہوں شمع کشتہ در خور محفل نہیں رہا

میں زندگی کی حصرت کا داغ لیے ہویئے اس دنیا سے جارہاہوں میری حالت اس بجھی ہوئی شمع کی طرح ہے جو بجھ جا؛نے کے بعد محفل نہیں رہتی ۔
اس شعر میں زندگی کی تمناؤں کے پورا ہونے سے پہلے ہی زندگی کا خاتمہ یعنی موت کا آجانا ایک المیہ ہے ۔

ان آبلوں کے پاؤں گھبرا گیا تھا میں
جی خوش ہواہے راہ کو پرخار دیکھ کر

پاؤں میں پڑے ہوئے آبلو ں سے چلنے میں تکلیف ہوتی ہے لیکن راہ میں پڑے خار دیکھ کر

Corresponding Author:
Dr. Haidar Ali
At.+P.O. : Lakari, Via : Kishunpur, Distt. : Siwan, Bihar, India

اس شعر میں شمع کے بجھ جانے سے مراد انسانی زندگی کا ختم ہوجاناہے
ظلمت کدے میں میرے شب غم کا جوش ہے
اک شمع ہے ذلیل سحر سوخموش ہے
اس شعر کی بہترین تشریح خود غالبؔ نے ان الفاظ میں کی ہے ،پہلا مصرعہ:
ظلمت کدے میں میرے شب غم کا جوش ہے ،یہ مبتداہے شب غم کا جوش یعنی اندھیراہی انداھیرا ،ظلمت غلیظ سمرنا پیدا گویا خلق یہ نہیں ہوئی ، ہاںایک دلیل صبح کے وجود پر ہے یعنی بجھی ہوئی شمع اس رہ سے کہ شمع اورچراغ صبح کو بجھ جایا کرتے ہیں ،لطف اس مضمون کا یہ ہے کہ جس شئی کو دلیل صبح ٹھہرایا ہے وہ خود ایک سبب ہے منجملہ اسباب تاریکی کے۔

دل خوش ہوجاتاہے کہ اب یہ آبلے نوک خار سے پھوٹ جائیں گے اورمیری تکلیف دور ہوجائے گی ، ان اشعار میں المیہ پہلو شدت کے ساتھ موجود ہے،ذیل میں ہم چند شعر اورپیش کریں گے جس میں محرومی اورنا امیدی کا احساس موجود ہے۔

پوچکیں غالبؔ بلائیں سب تمام
ایک مرگ ناگہانی اور ہے
کس سے محرومی قسمت کی شکایت کیجیے
ہم نے چاہا تھا کہ مرجائیں سووہ بھی نہ ہوا
کہتے ہیں جیتے ہیں امید پہ لوگ
ہم کو جینے کی بھی امید نہیں
سنبھلنے دے مجھے ، اے ناامیدی !کیا قیامت ہے
کہ دامان خیال یار،چھوٹا جائے ہے مجھ سے

ان اشعار میں موجود غم زندگی میں آنے والی ناکامی اورمحرومی سے پیدا ہونے والا غم ہے
غالبؔ نے اپنے اشعار متعدد اشعار میں اپنے گھر کی ویرانی کا ذکر کیاہے جس سے ان کی پریشانیوں کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتاہے۔

ہرسبزہ زار، ہر درو دیوار غم کدہ
جس کی بہار یہ ہوپھر اس کی خزاں نہ پوچھ
یوں ہی گرروتا رہا غالبؔ تواے اہل جہاں
دیکھنا ان بستیوں کو تم کہ ، ویراں ہوگئیں
جوئے خوں آنکھیں سے بہنے دوکہ ، ہے شام فراق
میں یہ سمجھوں گا کہ شمعیں دو فروزاں ہوگئیں

اس شعر میں شاعر نے اپنے آنسوؤں کو شمع فروزاں سے تشبیہ دی ہے عاشق اپنے محبوب کی جدائی میں خون کے آنسو بہارہاہے اوریہ کہہ کر خود کو تسلی دے رہاہے کہ میں یہ سمجھوں گایہ خون کے آنسو نہیں بلکہ دو شمعیں روشن ہیں۔
اس شعرمیں شاعر نے اپنے آنسوؤں کو شمع فروزاں سے تشبیہ دی ہے عاشق اپنے محبوب کی جدائی میں خون کے آنسو بہاررہاہے اوریہ کہہ کر خود تسلی دے رہاہے ، کہ میں یہ سمجھوں گا یہ خون کے آنسونہیں بلکہ دو شمعیں روشن ہیں۔

اس شعر میں آنسوؤں کی مثال شمع فروزاں سے دینے کا مطلب ہے کہ جس طرح شمع جلنے کے بعد جلتے جلتے ختم ہوجاتی ہے اسی طرح میں بھی خون کے آنسو بہاتے بہاتے ایک دن ختم ہوجاؤں گا یعنی مجھے موت آجائے گی اورہجری کی تکلیف سے نجات حاصل ہوجائے گی۔
اس شعر میں زندگی کے فانی ہونے کا احساس موجود ہے ۔

کرے ہے صرف بہ ایمائے شعلہ قصہ تمام
بطرزاہل فنا ہے فسانہ خوانی شمع

شمع کا فسانہ خوانی یعنی اس کا جلتے رہنا ہی اس کی زندگی ہے جلتے جلتے اس کو ختم ہوجانا ہے اسی طرح انسان کی زندگی کو بھی اک دن فنا ہوجانا ہے ۔